بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختلاف کے آداب

یہ بات واضح ہے کہ ہمیں قرآن اور سنت سے محبت ہے ۔ اور یہ بات بھی مخفی نہیں ہے کہ ہماری اس بحث کا سبب قرآن و سنت سے لگن ہی ہے۔ اور ہم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اختلاف کی صورت میں سنت سے قریب تر بات اپنانی چاہیے۔ اور اس کی بنیاد بھی رضاء الٰہی کا حصول ہو۔ اللہ تعالی ہمیں اخلاص عطا فرمائیں۔ اگر آپ مذکورہ بالا باتوں سے اتفاق کرتے ہیں، اور یقینا کرتے ہوں گے، تو آگے پڑھیے۔

کیا آپ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اختلاف رائے کا وجود فطری امر ہے۔ اور اختلاف عموما جہاں نصوص (قرآن و حدیث کی عبارت) کے فہم میں فرق ہونے کی وجہ سے ممکن ہے تو وہاں اس کا سبب علم میں کمی و بیشی بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ بعض اوقات چیزوں کو پرکھنے کا معیار (Criteria) اور اصول و ضوابط میں فرق اختلاف کا باعث ہوتا ہے۔ ان سب کے علاوہ ایک اور وجہ ،جو عموما ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے، ضد، تعصب اور ''انا'' ہے۔ اللہ تعالی ہمیں اس سے محفوظ رکھیں۔ میں اس بحث میں پڑنا چاہتا کہ دوسرے شخص کے ضد اور تعصب میں آنے کی وجہ بھی بعض اوقات ہمارا اپنا رویہ ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رائے کوئی اجنبی معاملہ نہ تھا، کئی ایک موقعوں پر وہ دوسرے سے اختلاف رائے رکھتے۔ اور اس کا سبب فہم نصوص میں اختلاف کے ساتھ بسا اوقات علم نصوص میں کمی بیشی بھی تھا۔ مگر جب غلط فہمی سے صحیح فہمی کی طرف سفر کیا یا عدم علم سے علم کے زینے پر چڑھے تو اپنے رائے تو بے دھڑک بدل ڈالا۔

کیا ہم اتنی جرات رکھتے ہیں کہ اپنی بات کے کا ضعف واضح ہونے کے بعد کھلے عام اعتراف کر لیں؟ اگر جواب ''ہاں'' میں ہے تو آگے بڑھیے ابھی تک ہم متفق ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی مسئلہ میں آپ سے مختلف رائے رکھتا ہے، اور متبع سنت ہونے کے علاوہ دین کے ساتھ مخلص بھی ہے تو اس کا آپ سے مختلف الرائے ہونا، اس سے نفرت کا سبب قرار نہیں پا سکتا ہے۔ اگرچہ آپ کو ہزار بار ہی یقین ہو کہ آپ درست رائے پر ہیں۔ قابل نفرت ہونا تو در کنار، اللہ تعالی تو مخلص مجتہد کو اجر سے نواز رہے ہیں۔ اب یقینا آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اسے بتانا تو آپ کا فریضہ ہے۔ آپ یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں۔ اسے وہ کچھ ضرور بالضرور جسے آپ درست سمجھ رہے ہیں مگر اس طریقے سے التي هي احسن۔ شریعت اسلامیہ آپ کو اپنے رائے کے اظہار کے لیے صرف ایک راستہ فراہم کرتی ہے اور وہ صرف احسن انداز اور طریقہ ہے۔ گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اچھے ترین طریقہ سے اپنی رائے کا اظہار کرنا ہم پر فرض ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوسرے سے اختلاف رکھنے کے باوجود بھی احترام کا دامن نہیں چھوڑا۔

یہ تو تصویر کا ایک رخ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب ذرا دوسرے رخ کی طرف بھی التفات کیجئے۔ جس طرح آپ اپنے آپ کو درست سمجھ رہے ہیں، بعینہ مخاطب و فریق ثانی بھی اسی نفسیات میں جی رہاہے۔ اور جس طرح آپ درست بات کو (جو آپ کے نزدیک درست ہے) پہنچانا اپنا فریضہ خیال کرتے ہیں اسی طرح مسلمان ہونے کے ناطے وہ بھی اس عقیدہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جس طرح آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کی بات دھیان اور توجہ سے سنی جائے، بعینہ دوسرا شخص بھی یہی چاہتا ہے کہ اس کی بات بھی دھیان اور توجہ سے سنی جائے۔ اس وجہ سے اخلاقیات اور تہذیب آپ دونوں کے لیے یہ دائرہ کھینچتی ہے کہ مخاطب کی بات کو پورے انہماک سے سنیے، ایسے کہ جیسے آپ اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نہ کہ آپ کی باڈی لینگویج (Body language) چیخ چیخ کر بتلا رہی ہو کہ آپ تو محض بات ختم ہونے کے منتظر ہیں (ویسے ہمارے یہاں یہ بھی غنیمت ہے) اور بات ختم ہوتے ہی اپنی رائے تو تھوپنے کی کوشش کریں گے۔ انہماک اور لگن دوسرے کی بات سننے کی اہمیت اس وقت مزید واضح ہو جاتی ہے جب ہم انسان ہونے ناطے ہم اس بات پر یقین رکھیں کہ غلطی کا امکان مجھ سے بھی ہے۔

اگر آپ کا جواب اثبات اور "ہاں" میں ہے تو آپ کا مزید ساتھ نصیب ہو رہا ہے۔ آپ کی یہ "ہاں" بہت اہم ثابت سبق دے رہی ہے کہ "ہمیں اپنی رائے کے درست ہونے کا یقین ہے اس امکان کے ساتھ کہ یہ غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اور مخاطب کی رائے کو ہم غلط سمجھتے ہیں اس امکان کے ساتھ کہ وہ درست بھی ہو سکتی ہے۔"

گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب بھی کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو سب سے پہلے رب تعالی کے سامنے سر بسجود ہو کر حق تک رسائی کے طلب گار ہونا چاہیے، اور پھر اپنی تئیں جتنی جستجو و سعی ممکن ہو کی جائے۔

(محمد شکیل عاصم)

غور فرمایئے!!!

۱۔ اختلاف رائے کی صورت میں ہمیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

۲۔ ہمارے ہاں لوگ جب اختلاف کرتے ہیں تو وہ اخلاقیات کی کن حدود کو پامال کرتے نظر آتے ہیں؟